ماہ صبر و شجاعت

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید حسن عباس فطرت صاحب

آیت شریفہ یاایھا الذین اٰمنوا استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کی تفسیر میں بتایا گیا ہے کہ یہاں صبر سے مراد روزہ ہے اور صلوٰۃ کا مطلب نماز۔ صائم و مریض اور امام عادل کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ جناب زکریا علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے یکم محرم الحرام کو روزہ رکھ کر اولاد کی دعا مانگی تھی جو قبول ہوئی اور جناب یحیٰؑ کے تولد کی بشارت فی الفور مل گئی۔ تو صائم کی دعا ہے مقبول اور اگر روزہ رکھ کر نماز پڑھ کے دعا مانگی جائے اور باجماعت تو پھر فتح و نصرت الٰہی کی گھٹا کو جھوم کر برسنا ہی پڑتا ہے جیسا کہ غزوۂ بدر میں گذرا اور پھر فتح مکہ کو بھی دنیا نے دیکھا ایسی حالت میں خاموشی زبان بن جائے، خواب و خور عبادت، سانس ذکر، چپ میں تسبیح کا ثواب ہو تو جائے تعجب نہیں بلکہ وہ احسن و انسب ہے۔ حدیث شریف میں کئی جگہ تخلقو اباخلاق اللّٰہ (یعنی اے ابن آدم اپنے خالق کے اخلاق کا جامہ پہن لے) تو وہ خصائل ہیں کیا؟ وہی جن کا اجمالی ذکر ہو چکا اور جو سب کو معلوم ہے یعنی صدق و صفا، رحم و مروت، سخاوت و شجاعت، علم و آگہی، وسیع القلبی، فراخ دلی، چشم پوشی دستگیری، دردمندی وغیر ذلک۔ اب اس میں الوہی رنگ و آداب و اوضاع کا اضافہ ہو جائے تو پھر سونے پر سہاگہ ہی ہوگا۔ مثلاً وہ خود نہیں کھاتا مگر دوسروں کو کھلاتا ہے خود پیتا نہیں مگر مخلوق کو شیر و شہد سے سیر کرتا رہتا ہے تو اگر اس کا بندہ روزہ رکھکر معذورین و مساکین و بے چارگان کے پیٹ بھرنے کی فکر کرے، افطار میں قسم قسم کی غذاؤں سے دوسرے روزہ داروں کی تواضع کرے تو پھر خدائے کریم کیونکر نہ پکار اٹھے کہ الصوم لی وانا اجزی بہ (یہ روزہ والی عبادت بس میرے لئے خاص الخاص ہے اور میں ہی اس کی جزا بھی دوں گا) پیغمبر عظیم الشان نے اس کے دوسرے رخ کو بھی ابھارا ہے یہ کہہ کر کہ روزہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ غرباء و مساکین کی بھوک و پیاس اپنے تمام بندوں کو یاد دلاتا ہے اسی لئے اسے ہمدردی و مساوات کا مہینہ بھی کہا گیا ہے۔ رمضان کا مہینہ جیسے ہی آتا ہے تو مسلمانوں میں نئی روح دوڑ جاتی ہے اور وہ مساوات کا عملی نمونہ بن جاتے ہیں۔ سب کے سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے اور کیا کہنا رنگ بھی اللہ کا رنگ صبغۃ اللہ احسن صبغۃ بہترین رنگ تو مالک ہی کا ہے دوسرے کا کہاں! وہی الٰہی رنگ ہے جو سجدوں کو منور اور چہروں کو روشن کر دیتا ہے۔

ماہ مبارک رمضان میں صلۂ رحم، خیرات و احسان مکارم اخلاق ذکر و قرأت، عبادت و دعا کا ثواب عام دنوں کے مقابلے میں اتنا ہی زیادہ ہے جتنا مسجد الحرام میں نماز ادا کرنے کا اجر عام مساجد میں عبادت سے سینکڑوں، ہزاروں گنا بیشتر ہے۔ جس طرح ہفتہ میں ایک دن جمعہ کا ہے جس کا پل پل برکات و حسنات سے بھرپور ہے اور اس دن تمام اعمال کا اجر دوگنا کر دیا جاتا ہے اور اسی لئے اسے سید الایام کہتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح سال میں ایک مہینہ خدائے رحمٰن و رحیم نے رمضان کے نام کا رکھ دیا ہے اور اسے سید الشہور بنا دیا ہے۔ اہل اللہ اسے شہر اللہ کہتے اور اس کے انتظار میں تڑپتے رہتے ہیں، مرنا

نہیں چاہتے ،جینا چاہتے ہیں تاکہ فمن شهد منكم الشهر فليصمه کے ہالۂ نورانی میں آسکیں کہ ان دنوں جنت کے دروازے پاٹوں پاٹ کھلے رہتے ہیں ،جہنم کے ابواب بند کر دیئے جاتے ہیں یعنی داخلہ بند البتہ ہر روز بے شمار قیدیوں کو جہنم سے آزاد کیا جاتا ہے۔ ہاں شیطان بھی مقید کر دیا جاتا ہے مگر ان ہی کے لئے جو رحمٰن و شیاطین میں امتیاز کے قائل ہوں نہ کہ خود اپنے افعال و کردار سے شیطان کو مات دے رہے ہیں۔ یہ ایک نہایت باریک استعارہ ہے اور مقصود یہ ہے کہ روزہ دار اپنے نفس پر ایسا قابو حاصل کر لیتا ہے کہ شیاطین جن و انس کا کوئی جادو اس پر چل نہیں پاتا۔

قران السعدین

اسلام میں صفائی وصحت کو اولیت دی گئی۔ اول اول اللہ نے پانی کو خلق کیا كان عرشه على الماء (اس کا تخت پانی پر تھا) یعنی طاہر و مطہر کو دنیا میں پہلے بھیجا پھر نجاستیں ہویدا ہوئیں۔ فقہ کی ہر چھوٹی بڑی کتابوں میں پہلا باب طہارت کا ہوتا ہے پھر صلوٰۃ کا نمبر آتا ہے۔ النظافة من الايمان جیسے بہت سے اقوال پیغمبر اس کی اہمیت کو بتاتے ہیں مگر خیال رہے کہ یہاں ہم اسلام وایمان کی بات کر رہے ہیں نہ کہ ان مسلمانوں اور مومنین کی جو بغیر ''حاجت'' کے غسل کا خیال بھی دل میں نہیں لاتے چنانچہ یہاں بھی ارشاد ہے صوموا تصحوا (روزہ رکھو اور صحت بناؤ) لیکن اسلام میں صفائی وصحت کا تعلق صرف ظواہر تک محدود نہیں بلکہ ترجیح دی گئی ہے معنوی طہارت کو سفید براق لباس اگر نجس ہے تو اسے پہن کے کہیں بھی جاؤ گھومو پھرو مگر بارگاہ مقدس الٰہی میں حاضری کے لئے اسے تبدیل کرنا ہوگا۔ میلا ہی پہن لو مگر نجس والا نہیں اس طرح صحت وصفائی کا مطلب ومقصود ہر جگہ صرف جسمانی وطبعی نہیں بلکہ روحانی، اخلاقی ، ذہنی ،قلبی صفائی وصحت بھی ہے ان دونوں کا قران السعدین ہی بندہ کو جنت الفردوس کا وارث بناتا ہے اور روزہ میں اگر یہ عنصر مفقود ہو گیا تو خدا ہی خیر کرے پھر ہم روزہ داروں کی صف سے نکال کر باہر کر دیئے جائیں گے۔ بھوک و پیاس کی زحمت کا کوئی حاصل نہ ہوگا خدا نہ کرے ایسا ہو اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے اس کا مصداق ہم ہوں۔ یاد رہے کہ اگر ہم اپنی اخلاقی خرابیوں کی گرد کو اس ماہ میں نہ جھٹک سکے ،غیبت و بدگوئی ،عیب جوئی ،بغض وکینہ وحسد کی آگ میں جلتے رہے۔ دشنام طرازی و بہتان تراشی واتہام یا لہو ولعب میں دن کاٹ لیا اور خوش ہو گئے کہ چلو ایک روزہ تو پورا ہوا تو شام ہونے سے پہلے ہی شارع علیہ السلام کی کرخت آواز کانوں سے ٹکرائے گی ''اس سے کہو کھائے پیئے فضول زحمت نہ جھیلے اسے روزہ کا کوئی اجر ملنے والا نہیں !!'' حدیث میں ہے حسن اخلاق والا انسان قائم اللیل وصائم النہار جیسا ہے۔

مختصراً ہم خاتمۂ کلام یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ ماہ رمضان در اصل اسلامی معاشرہ وتہذیب میں ایک کم مدتی تربیتی کورس کا خدائی نام ہے۔ لغت میں رمضان کے ایک معنی دوڑ کا میدان بھی ہے، دوڑنے سے گرمی آتی ہے، مسامات کھل جاتے ہیں، حشو وزائد خاکستر و نابود ہو جاتے ہیں، بدن میں اچھی خاصی ٹوٹ پھوٹ ہوتی ہے اور اصلیت نکھر کے آجاتی ہے۔ جیسے کٹھالی میں رکھا ہوا سونا وزن میں کم مگر قیمت میں بالاتر ہو جاتا ہے اور کندن کہلانے لگتا ہے۔ اسے اسلامی معاشرہ کہیئے یا قرآنی سماج، اس بستی کا ہر باشندہ دکھائی تو عام لوگوں جیسا ہی دیتا ہے مگر اس کی قدر و قیمت کہیں سے کہیں پہونچ جاتی ہے، وہ کتنا بلند ہو جاتا ہے اسے بلند کرنے والا ہی جانتا ہے جس نے اپنے حبیب کو تحفہ کے طور پر تین گرانقدر اشیاء بخشیں مگر یہ اس کا خاص فضل وکرم ہے کہ اپنے حبیب کے صدقے میں تینوں کو اس کی امت

کے حوالے کر دیا ''کتاب مکنون'' کو بیان للناس، بیت الحرام کو قیام للناس اور شہر اللہ (رمضان) کو امت احمدی کا مہینہ بنا دیا۔ یہ مہینہ خدا اور بندوں کا اسی طرح ہے جیسے کعبہ مقدس اللہ و عوام دونوں کے لئے حرم ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا کہ لوگو ماہ رجب اللہ کا، شعبان میرا اور ماہ رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔ امت احمد و ملت عیسیٰ میں یہی ماہ مبارک فاصلہ عظیم و زمین آسمان کا فرق بتاتا ہے اور وہ یوں کہ خدا پرست و شکم پرست کا کوئی تقابل ہی نہیں ایک امت اللہ کے غفران کی طلبگار رہوتی ہے تو دوسری دسترخوان (مائدہ) کی، امت عیسیٰ نے نزول مائدہ کو عید قرار دیا مگر امت احمد کے لئے رمضان کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت، تیسرا جہنم سے آزادی کا عشرہ قرار دیا گیا ہے اور نئے مہینہ کی صبح کو عذاب الٰہی سے نجات و الطاف خداوندی کے شکرانے کا جشن بنام عید الفطر منایا جانے لگا۔ ماہ رمضان کی آمد پر تکبیر و صلوٰۃ و چراغاں ہوا اور اس کے صعود پر رنج و افسوس کیا گیا۔ دنیا وداع ماہ رمضان کی دعا پڑھے، صحیفۂ کاملہ امام سجاد کا مطالعہ کرے تو حقیقت کا عرفان ہو ورنہ صرف فارسی کا یہ شعر ہر امت محمد کے جذبات و احساسات کی ترجمانی کر دے گا۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

عید رمضان آمد و ماہ رمضان رفت
صد شکر کہ ایں آمد و صد حیف کہ آں رفت

مولائے کائنات امام المتقین حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے اسی بات کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ جس دن انسان عصیان الٰہی سے دور رہا وہ دن عید کا ہے اور ہر وہ روز جس دن اسے رحمٰن و رحیم خدا سے مغفرت و بخشش کا یقین ہو وہ مثل یوم رمضان ہے اور بدبخت ترین انسان وہ ہے جو ماہ رمضان کو پائے اس کے بعد بھی اپنی مغفرت و بخشش کا توشہ جمع نہ کر سکے۔ ماہ رمضان کو سید الشہور اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ ذی الحجہ کے محرم و عظیم مہینہ میں بندہ کو اللہ کی مہمانی کا شرف اگر حاصل بھی ہوا تو پانچ دن سے تیرہ دن تک اور ماہ رمضان میں اس کا پورا مہینہ بلا منت و زحمت مہمانی میں بسر ہوتا ہے۔ نہ استطاعت کی شرط نہ فاصلۂ دور دراز کا مسئلہ بلکہ **فمن شهد منكم الشهر فليصمه** تو کیوں نہ کہوں کہ ماہ حج میں بھی ایام معلومات ہیں لیکن ماہ رمضان کے ایام معدودات اس سے تین گنا زیادہ ہیں۔

مہمانی معبود

ماہ رمضان ماہ مہمانئ خدا ہے۔ حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی اسے اس لقب سے یاد کرتے اور وعظ و پند فرماتے۔ مجھے اس تعلق سے یہاں دو حکایتیں درج کرنا ہے تاکہ عبرت و نصیحت بھی ہو اور آخر کلام میں کچھ چاشنی بھی آجائے۔ ایک تو بنی امیہ کے مشہور ظالم سردار حجاج ثقفی سے متعلق ہے اور دوسری گیارہویں صدی ہجری کے مشہور و منفرد عالم و صوفی کی ہے۔

نقل ہے کہ ایک بار حجاج اپنے لاؤلشکر کے ساتھ باہر نکلا راستہ میں جنگل پڑا وہاں اس نے پڑاؤ ڈال دیا دھوپ سخت تھی، دوپہر کا وقت، خیمے لگائے گئے پھر دسترخوان بچھایا گیا اتفاقاً حجاج کی نظر صحرا میں بھیڑ بکریوں کے ریوڑ پر پڑی۔ تو کیا دیکھا کہ اس کا چرواہا ایک گوسفند کے پیٹ میں منہ چھپائے سو رہا ہے۔ ظالم کو نہ جانے کیسے اس پر رحم آگیا، اسے اپنے پاس بلوا کر کہا آؤ یہاں چھاؤں میں بیٹھو کھانا کھاؤ، آرام کرو پھر واپس چلے جانا۔ چرواہے نے کہا مگر تم سے پہلے ایک جگہ مجھے دعوت دی جا چکی ہے اس کا کیا ہوگا؟ حجاج نے پوچھا کہاں؟ اس نے کہا ایسی جگہ جو تمہاری میزبانی سے عظیم تر ہے۔ حجاج نے تعجب سے کہا کہ صاف صاف بتاؤ کہاں دعوت ہے اور کون ہے دعوت دینے والا۔ گڈریہ نے مسکرا کر کہا میں روزے سے ہوں اور

روزہ دار خدا کا مہمان ہوتا ہے۔حجاج نے حیرت میں ڈوب کر کہا کہ ایسی گرمی میں روزہ رکھنا مناسب نہیں۔ چرواہا بولا قل نار جهنم اشد حرا (جہنم کی آگ بہت زیادہ گرم ہے) اس نے جواب دیا کہ اچھا تم آج کھانا کھالو روزہ کل رکھ لینا۔اس نے جواب دیا کہ کیا تم ضامن ہوتے ہو کہ میں کل تک زندہ رہوں گا، ہوسکتا ہے آج ہی میری زندگی کا آخری دن ہو۔ یہ ہے اصل شجاعت جو روزہ کی دین ہے۔

مجلسی اول نے شرح من لا یحضرہ الفقیہ میں روایت **اقیلو فان اللہ عزو جل یطعم الصائم فی منامه** (روزہ دار کو اس کے حال پر چھوڑ دو کہ اسے اللہ تعالیٰ نیند میں کھلاتا پلاتا ہے) کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ بات متہجد حضرات اور نماز شب پڑھنے والوں کے تجربہ میں بار بار آئی ہے اور علامہ نوری دارالسلام نے بعض علماء راسخین کی حکایت بھی نقل کی ہے شبہائے ماہ رجب میں روزہ کا عزم کیا، رات کا کھانا اس لئے نہیں کھایا کہ سحر میں کھالیں گے اور پھر سحر سے قبل ایسی نیند آئی کہ فجر کا وقت آ گیا۔ دوپہر کو قیلولے کے لئے لیٹے تو کیا دیکھا کہ یہاں سے وہاں تک انواع واقسام کے ماکولات ومشروبات سجے ہوئے ہیں۔

دوسرا واقعہ شیخ بہاء الدین عاملی (متوفی ۱۰۳۰ھ) سے منسوب اور روح وریحان نامی کشکول میں درج ہے۔تبریز کے ایک امام جماعت سے نقل ہے کہ مجھ سے بعض علماء سے بحث چھڑ گئی کہ آیا ملا محسن فیضؒ کی تفسیر صافی بہتر ہے یا شیخ بہائی کی شرح بیضاوی۔ کچھ طے نہ ہوا یہاں تک کہ دن گذر ارات آئی اور اسی فکر میں بستر پر پڑ گیا خواب میں شیخ بہائی کو ایک حجرہ میں بیٹھا ہوا پایا کہا چلو اچھا ہوا زیارت کرلوں گا اور کچھ بات چیت بھی ہو جائے گی۔ پاس پہونچا تو دیکھا کہ مرحوم بہائی چھوٹا سا عمامہ پہنے سر جھکائے ہوئے تشریف فرما تھے۔ میں نے سلام کے بعد کہا کہ آپ سے ایک امر کی تحقیق چاہتا ہوں جو آپ سے منسوب کیا جاتا ہے آیا یہ درست ہے یا صوفیاء نے غلط مشہور کر دیا ہے ان کا کہنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری غذا پورے ماہ رمضان تک کلام مجید ہوتی تھی۔شیخ مرحوم نے سر اٹھا کے کہا کہ ہاں یہ صحیح ہے میں نے کہا کہ سرکار اطباء کا کہنا ہے کہ انسان تین شبانہ روز کچھ کھائے پیئے نہیں تو مرجاتا ہے جیسے ہی میں نے یہ کہا شیخ نے سر کو بلند کر کے کرخت آواز میں فرمایا

''آدم نہیں مرتا''

معلوم ہوا کہ ابن آدم کو آدم بنانے والا اور ناقابل تصور و یقین شجاعت کے درجہ پر پہونچانے والا مہینہ رمضان المبارک ہے۔

مدحت عباسؑ

جناب حیدر زیدی اناوی صاحب (ایڈوکیٹ)

تذکرہ کرتے ہیں وہ شام و سحر عباسؑ کا
جانتے ہیں مرتبہ اہل نظر عباسؑ کا

بڑھتی جاتی ہے وفا کی معنویت دن بدن
ذہن انسانی میں جاری ہے سفر عباسؑ کا

اس نے بخشا یہ وفاداری کو حسنِ اعتبار
ہو گیا مخصوص یہ حرفِ ہنر عباسؑ کا

صبر و ایثار و شجاعت سے مزین اس کی ذات
اور وفا ہے اک تعارف مختصر عباسؑ کا

اب کبھی پانی پہ بندش کی صدا آتی نہیں
کیسا مستحکم ہے قبضہ نہر پر عباسؑ کا

گر ملے حیدرؔ سخن فہموں کا ایسا اجتماع
تذکرہ کرتا رہوں میں عمر بھر عباسؑ کا